مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد

ہندوستان میں علوم کی اشاعت کا ایک روشن باب

مولانا منور سلطان ندوی

استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء

ہندوستان زمانہ قدیم سے علم و دانش، اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا ہے، اس سرزمین سے متعدد ایسی علمی مجلسیں اور انجمنیں نمودار ہوئیں جن کے فیض سے ملک ہی نہیں بیرون ملک کے اہل علم بھی مستفید ہوتے رہے، انہی علمی اداروں میں ایک نمایاں نام مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کا ہے، جن کی علمی و تحقیقی خدمات نہایت وقیع اور منفرد حیثیت کی حامل ہیں، اس ادارہ کی ضیا پاشیوں سے دنیائے علم منور و تاباں ہے، اس ادارہ کے ذریعہ ہی فقہ حنفی کے بعض بنیادی مصادر سے اہل علم پہلی بار روشناس ہوئے، فقہ حنفی کی متعدد کتابوں کی تصحیح و تحقیق اس ادارہ اور اس کے بانی کی جدوجہد کی رہین منت ہے، حیدرآباد دکن میں قائم ہونے والے اس ادارہ کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ عالم اسلام کے علاوہ جرمن اور فرانس کے محققین بھی اس سے وابستگی کو اپنے لئے شرف سمجھتے تھے۔

مجلس کا قیام

حیدرآباد دکن کے معروف تعلیمی ادارہ جامعہ نظامیہ کے نامور فرزند اور مایہ ناز استاذ مولانا ابوالوفا افغانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۰ھ-۱۳۹۵ھ) جو بلند پایہ عالم دین تھے، اسلامی علوم بطور خاص تفسیر و حدیث اور فقہ میں مہارت تامہ حاصل تھی، ان کے دل میں فقہائے احناف مثلا امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور دیگر متقدمین فقہائے احناف کی تصانیف کی اشاعت کا خیال آیا، چنانچہ انہوں نے جامعہ نظامیہ کے چند اساتذہ کے سامنے ایسے ادارہ کی تجویز پیش کی، شرکاء کے اتفاق سے ایک علمی مجلس کے قیام کا فیصلہ ہوا، اس مجلس کا نام مجلس احیاء المعارف النعمانیہ رکھا گیا۔

۳۰ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۲۹ء کو بعد نماز جمعہ جامعہ نظامیہ میں اس علمی و تحقیقی ادارہ کی داغ بیل ڈالی گئی، مولانا ابوالوفا افغانی اس ادارہ کے بانی صدر و سرپرست قرار پائے۔(۱)

مجلس کے بنیادی مقاصد

اس علمی ادارہ کا بنیادی مقصد متقدمین فقہائے احناف مثلاً امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، اور امام محمدؒ کی تصانیف کی تحقیق و اشاعت تھا، مولانا ابوالوفا افغانیؒ نے مجلس سے شائع ہونے والی کتابوں کے مقدمات میں مجلس کے قیام کے مقاصد کو بیان کیا ہے۔

مجلس سے شائع ہونے والی پہلی کتاب ''النکت'' کے مقدمہ میں مولانا ابوالوفاء افغانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

> ولما اسسنا لجنة احیاء المعارف النعمانیه لاشاعة کتب اصحابنا المتقدمین کالامام ابو یوسف والامام محمد رضی اللہ عنہما فتشنا خزانة العالم لنظفر بکتبهم وراسلنا علماء بلاد شتی لیفیدونا بما لهم من علم تلک الکتب القیمة والجواهر الثمینة....(۲)

اسی طرح امام ابو یوسف کی کتاب الاثار کے مقدمہ میں مجلس کے مقاصد کا ذکر اس طرح ہے:

> اما بعد فان لجنتنا احیاء المعارف النعمانیة التی غرضها اشاعة کتب المتقدمین من ائمتنا ارادت ان تنشر مسند الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان ابن ثابت الکوفی رضی اللہ عنہ تصنیف تلمیذه القاضی الامام ابو یوسف یعقوب بن ابراهیم الانصاری رضی اللہ عنہ۔(۳)

مولانا ابوالوفا افغانی کی ایک تحریر دمشق سے شائع ہونے والے مجلہ ''مجلة المجمع العلمی العربی'' میں شائع ہوئی ہے، اس میں مولانا نے مجلس کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

> الفنا لجنة علمية دعوناها "مجلس احياء المعارف النعمانية" بمعاونة لفيف من العلماء والغرض منها طبع المولفات لمتقدمی الاحناف مثل الامام ابی حنیفة وصاحبیه وحسن بن زیاد والطحاوی والخصاف الکرخی والجصاص وغیرهم من الاعلام الذین لم یطبع کتبهم بعد ولم نقصد من وراء ذلک الا نشر الدین ولیس القصد التجارة۔(۴)

دعوۃ الاخوان لاحیاء المعارف النعمان میں مجلس کے مقاصد کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

۱۔ متقدمین فقہائے احناف ومحدثین کے تصانیف غیر مطبوعہ کی طباعت واشاعت۔

۲۔ مذکورہ بالا تصانیف جو بالکل غلط طبع ہوئی ہیں یا طباعت کے بعد نایاب ہوگئی ہیں، ان کی تصحیح، اور تحت قواعد مطابع ان کی مکرر طباعت واشاعت۔(۵)

مجلس کی جانب سے شائع ہونے والی پہلی کتاب ''کتاب العالم والمتعلم'' کے اخیر میں مجلس کے معتمد مولوی اکبر علی صاحب کے حوالے سے مجلس کا تعارف درج ہے، جس میں مجلس کے مقاصد اور ترجیحی کاموں کا ذکر ہے، یہ کتاب ۱۳۴۹ھ میں شائع ہوئی تھی، اس کی عبارت اس طرح ہے:

> عام اہل اسلام کو عموماً اور علماء احناف کو خصوصاً خوشخبری دی جاتی ہے کہ حضرت امام الائمہ سراج الامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کی اہم تصانیف جو اب تک طبع نہیں ہوئیں، اور بالکل نایاب

ہیں، ان کی طباعت واشاعت کی غرض سے ’’مجلس احیاء المعارف النعمانیہ‘‘ قائم کی گئی ہے، جو چند باخبر علماء واصحاب کی ہمتوں اور کوششوں کا نتیجہ ہے، للہ الحمد کہ سب سے پہلے کتاب کی اشاعت کی سعادت مجلس کے حصہ میں آئی، وہ حضرت امام اعظمؒ کی تصنیف ’’کتاب العالم والمتعلم‘‘ ہے، اس کے بعد ان شاء اللہ ’’کتاب النفقات ؒللخصاف‘‘ شائع ہوگی، نیز کتاب ادب القاضی للخصاف کی شرح ’’الصدر الشہید‘‘ جامع کبیر للامام محمد بن الحسن الشیبانی اور مبسوط الامام محمد بروایت ابوسلیمان جوزجانی کی طباعت بھی پیش نظر ہے، امید ہے کہ اہل علم اور ارباب کرام مجلس ہذا کی اعانت فرمائیں گے۔ (۶)

مجلس کے بنیادی اراکین

مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کی سرگرمیوں کو انجام دینے کے لئے دو طرح کی کمیٹیاں قائم کی گئیں تھیں، اول انتظامی کمیٹی، دوسری علمی کمیٹی، دونوں کمیٹیوں کے ارکان الگ الگ تھے۔

ارکان انتظامی

انتظامی کمیٹی پندرہ ارکان پر مشتمل تھی، اس کمیٹی کی نشست ہر ماہ کے دوسرے جمعہ کو ہونا طے پایا تھا، تمام کاموں کی نگرانی کی ذمہ داری اسی کمیٹی کے ارکان سے متعلق تھی، اسی طرح علمی کمیٹی کی تجویز کو قبول کرنے یا نامنظور کرنے کا اختیار بھی اسی کمیٹی کے پاس تھا۔ (۷)

انتظامی کمیٹی کے ارکان جو مجلس کے قیام کے وقت منتخب ہوئے تھے، ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا سید محمود، مفتی جمعیت نظام محبوب، صدر

۲۔ مولانا ابوالوفا، استاذ مدرسہ نظامیہ

۳۔ مولانا قاضی میر انور علی، شریعت پناہ بلدہ

۴۔ مولانا محمد رحیم الدین، مفتی صدارت العالیہ

۵۔ مولانا مخدوم بیگ، استاذ جامعہ نظامیہ، معاون جنرل سکریٹری

۶۔ مولانا محمد اکبر علی، معتمد

۷۔ مفتی سید شاہ میر احمد علی

۸۔ مولانا سید محمد حسین، خطیب کنگ کوٹھی، معاون جنرل سکریٹری

۹۔ مولانا حکیم ابونصر سید شرف الدین، لکچرر طبیہ کالج

۱۰۔ مولانا حکیم محمد حسین، استاذ جامعہ نظامیہ

۱۱۔ مولانا محمد عبد الحمید، استاذ جامعہ نظامیہ

۱۲۔ مولانا محمد منیر الدین، استاذ جامعہ نظامیہ

۱۳۔ مولانا حافظ محمد عبد الرحمن، خطیب مسجد باغ عامہ

۱۴۔ مولانا محمد ابراہیم

۱۵۔ حکیم ابوالفداء محمود احمد، جنرل سکریٹری۔ (۸)

دعوۃ الاخوان میں مجلس انتظامی کے دس ارکان کے نام درج ہیں۔ (۹)

ڈاکٹر سعید بن مخاشن نے ۱۳۵۶ھ تا ۱۳۵۸ھ اور پھر ۱۳۵۸ھ میں منتخب ہونے والے مجلس انتظامی کے اراکین کی فہرست بھی ذکر کی ہے، جس میں کچھ نام تو پہلی فہرست سے ہیں، اور کچھ نئے نام بھی ہیں۔ (۱۰)

مجلس علمی کے اراکین

مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کی دوسری کمیٹی جو علمی کاموں کے لئے قائم کی تھی، اس کے ذمہ نادر مطبوعات کی تلاش و تحقیق، مخطوطات کی خریداری، نادر کتابوں کا عکس یا نقل حاصل کرنا، مختلف نسخوں کا موازنہ، کتابوں کی تصحیح وتحشیہ، اور مراسلات جیسے علمی امور تھے۔ (۱۱)

اس کمیٹی کی رکنیت ان اصحاب علم کو دی جاتی تھی جو اپنے علم وفضل میں معروف ہوں، رکنیت کی مدت تین سال تھی۔

یہ کمیٹی دس ارکان پر مشتمل تھی، پہلی کمیٹی کے ارکان کے اسماء اس طرح ہیں:

۱۔ مولانا ابوالوفا افغانی، استاذ جامعہ نظامیہ (صدر)

۲۔ مولانا مخدوم بیگ، استاذ جامعہ نظامیہ

۳۔ مولانا حکیم محمد حسین، استاذ جامعہ نظامیہ

۴۔ مولانا حبیب عبد اللہ، مصحح دائرۃ المعارف العثمانیۃ

۵۔ مولانا محمد عبد الحمید، استاذ جامعہ نظامیہ، (جنرل سکریٹری)

۶۔ مولانا سید محمد عبد الرحمن، خطیب باغ عامہ

۷۔ مولانا حافظ سید حسن شاہ، دائرۃ المعارف العثمانیۃ

۸۔ مولانا ابوالخیر شاہ حسین، محاسب دائرۃ المعارف العثمانیۃ

۹۔ مولانا محمد حمید اللہ، عثمانیہ یونیورسیٹی

۱۰۔ مولانا محمد منیر الدین، استاذ جامعہ نظامیہ۔ (۱۲)

ملک کے نامور علماء کا مجلس سے تعلق ووابستگی

مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کا علمی وتحقیقی منصوبہ بڑا غیر معمولی تھا جس کی وجہ سے قیام کے بعد ہی اسے غیر معمولی شہرت حاصل ہوگئی، ملک کے نامور اور چنندہ علماء اس مجلس سے نہ صرف وابستہ ہوئے بلکہ اس علمی منصوبہ میں عملاً شامل بھی ہوئے۔

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس ادارہ کے رکن بنے، اور اپنی جیب خاص سے ایک رقم بھی عطا فرمائی، حضرت کے توسط سے مولانا مفتی مہدی حسن شاہ جہاں پوریؒ بھی اس ادارہ سے وابستہ ہوئے، اور کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ کی تصحیح وتقابل اور وتعلیق کی خدمت بھی انجام دی۔ (۱۳)

۱۳۵۰ھ میں مولانا یوسف بنوریؒ اس ادارہ کی مجلس عاملہ کے رکن منتخب ہوئے، اسی طرح نامور عالم دین مولانا عبد الرشید نعمانیؒ بھی رکن بنائے گئے۔ (۱۴)

مجلس کا تحقیقی منصوبہ

مجلس کے مقاصد کی تفصیل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ ان کے تلامذہ اور متقدمین احناف کی ان کتابوں کی علمی تحقیق کے ساتھ طباعت مجلس کے قیام کا بنیادی مقصد تھا، اس مقصد کی تکمیل کے لئے جن کتابوں کی طباعت کا منصوبہ بنایا گیا ان کا تذکرہ مولانا ابو الوفا افغانیؒ نے اپنے ایک مقالہ میں کیا ہے، ان کتابوں کے نام اس طرح ہیں:

امام ابو یوسفؒ کی تصنیفات مثلاً امالی، جوامع، اختلاف الامصار، مسند امام ابو حنیفہ، نوادر (روایت بشر بن الولید)

امام محمد کی مصنفات مثلاً مبسوط، جامع کبیر، زیادات، زیادۃ الزیادات، سیر صغیر، سیر کبیر، کتاب الصلوۃ، امالی (کیسانیات) ہارونیات، جرجانیات، عمریات، رقیات، مسند امام ابو حنیفہ

امام ابو یوسفؒ کے تلامذہ مثلاً ابو سلیمان، ابن سماعہ، ابن رستم، معلیٰ، ہشام کے نوادر

امام ابو یوسف کی کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ

امام طحاوی کی مختصر، اختلاف العلماء، احکام القرآن

امام کرخی کی مختصر، جامع صغیر کی شرح، جامع کبیر کی شرح

امام خصافؒ کی کتاب ادب القاضی

امام جصاص کی جامع کی شرح، مختصر الطحاوی کی شرح، مختصر الکرخی کی شرح

ان کے علاوہ کتاب العلل، عیسی بن ابان کی الحجج، بشر بن غیاث الریس کی کتاب الحجج۔ (۱۵)

مولوی مفتی رحیم الدین صاحب (رکن مجلس) نے دعوۃ الاخوان لاحیاء المعارف النعمان میں متقدمین فقہائے احناف میں سے ۴۳ مصنفین کی کتابوں کے نام درج کئے ہیں، ان کے علاوہ کتب متفرقہ کے عنوان سے تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول کی پچیس سے زائد کتابوں کے نام درج ہیں۔ (۱۶)

ان تمام کتابوں کی تحقیق و اشاعت مجلس کے بانی مولانا ابوالوفا افغانی اور ان کے رفقاء کے پیش نظر تھی۔

مجلس کی علمی و تحقیقی خدمات

مجلس کی جانب سے تحقیق و تحشیہ کے ساتھ جو اہم اور نادر کتابیں شائع ہوئیں ان کی تعداد ۱۶ ہے، کتابوں کے نام اس طرح ہیں:

۱۔ العالم والمتعلم
۲۔ کتاب النفقات امام ابوبکر خصاف
۳ کتاب الآثار امام ابو یوسف
۴۔ کتاب الرد علی سیر الاوزاعی
۵۔ کتاب اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلی
۶۔ کتاب الاصل امام محمد بن حسن شیانی
۷۔ جامع کبیر امام محمد بن حسن شیبانی
۸۔ مختصر الامام الطحاوی
۹۔ مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ
۱۰۔ اصول الامام شمس الائمۃ السرخسی
۱۱۔ النکت امام شمس الائمۃ السرخسی
۱۲۔ کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ امام محمد
۱۳۔ عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان
۱۴۔ اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ قاضی ابوعبداللہ الصیمری
۱۵۔ کتاب الآثار امام محمد بن حسن الشیبانی
۱۶۔ التاریخ الکبیر امام بخاری (۱۷)

قاضی اطہر مبارک پوریؒ نے مجلس کی مطبوعات کی تعداد بارہ ذکر کی ہے، قاضی اطہر مبارکپوری نے ان کتابوں کا تعارف بھی کرایا ہے۔ (۱۸)

مختلف ممالک کے محققین کی مجلس سے وابستگی

مجلس نے جس کام کا آغاز کیا اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس کی شہرت کا دائرہ قلیل مدت میں ہی ہندوستان سے بڑھ کر دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیل گیا مجلس کے علمی و تحقیقی منصوبہ کی پذیرائی ہونے لگی، ہندوستان کے علاوہ عالم اسلام کے چند نامور محققین اسی طرح بعض دیگر ممالک کے ممتاز اصحاب علم بھی اس علمی و تحقیقی ادارہ کا حصہ بنے، اور اپنے علمی تعاون سے مجلس کو سرفراز کیا۔

مجلس کے دستور مطبوعہ ۱۹۶۳ء میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ علماء ہند کے علاوہ حجاز، شام، ترکی، ایران، افغانستان، فرانس، جرمن اور دوسرے ممالک کے محققین اس مجلس کی رکنیت قبول کر رہے ہیں، اور اس کی علمی و تحقیقی سرگرمیوں میں تعاون کر رہے ہیں۔ (۲۰)

علامہ زاہد الکوثری مصر کے مایہ ناز محقق اور فقہ حنفی کے شناور تھے، وہ اس ادارہ کے رکن بنے، وہ نہ صرف استنبول کے علمی کتب خانوں کے نوادرات کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنے بلکہ مختلف کتابوں کی تعلیقات میں ان کا گرانقدر علمی تعاون شامل رہا۔

علامہ زاہد الکوثری کے توسط سے قاہرہ میں شیخ رضوان محمد رضوان مجلس کے رکن اور قاہرہ میں مجلس کے وکیل منتخب ہوئے، ان کی کوششوں سے مجلس کی کتابیں قاہرہ میں شائع ہوئیں۔ (۲۱)

علامہ شیخ محمد راغب طباغ، دارالکتب المصریہ کے مدیر شیخ اسعد برادۃ، مکتبہ سلطان بایزید استنبول کے شیخ اسماعیل حقی، مصر کے قاضی شرعی ابوالاشبال احمد محمد شاکر، جرمنی کے ڈاکٹر یوسف شخت، اور ڈاکٹر ریٹر فل ایچ جیسے نامور اہل علم مجلس سے وابستہ ہوئے۔ (۲۲)

ان کے علاوہ شام کے نامور عالم و محقق ابوالفتاح ابوغدۃ، فلسطین کے قاضی القضاۃ علامہ خلیل خالدی، مصر کے علامہ نورالدین محمد عتر، شیخ محمد رشاد عبدالمطلب، اور شیخ سعد محمود خضر مجلس نے مجلس کی رکنیت قبول کی۔ (۲۳)

ہندوستان کی علمی تاریخ میں یہ بات آب زر سے لکھنے کے لائق ہے کہ ہندوستان میں قائم ہونے والے ایک علمی ادارہ کی رکنیت مصر، شام، فلسطین، فرانس اور جرمن کے نامور اہل علم کو حاصل رہی ہے۔

مصر و شام میں مجلس کے ذیلی دفاتر کا قیام

مجلس کے زیر اہتمام مخطوطات کی تحقیق کے بعد اس کی طباعت و اشاعت کے لئے مولانا ابوالوفا افغانی نے باضابطہ مصر اور شام میں ذیلی دفاتر قائم کئے، ایسے اہل علم مجلس کے وکیل یا معاون بنائے گئے جو طباعت و اشاعت اور فروخت کتب کے نظام کو دیکھیں۔

مصر میں مجلس کی تحقیق شدہ کتابوں کی طباعت واشاعت کے لئے ذیلی دفتر الجمیۃ التابعۃ لمجلس المعارف النعمانیۃ بمصر کے نام سے قائم ہوا، علامہ محمد زاہد الکوثری کے مشورہ سے شیخ رضوان محمد رضوان اس کے وکیل متعین ہوئے، ان کے بعد شیخ نورالدین عتر مصر میں مجلس کے وکیل بنائے گئے، مصر میں شیخ محمد رشاد عبدالمطلب، سید ابونصر الحسینی، شیخ سعد محمود خضر جیسے اہل علم اس جمعیت کی سرگرمیوں کو انجام دیتے تھے، شیخ رضوان محمد رضوان اور مصر میں مجلس کے دیگر معاونین کے نام مولانا ابوالوفا افغانی کے خطوط میں ان سرگرمیوں کا ذکر موجود ہے۔ (۲۴)

ان کوششوں کا عملی نتیجہ یہ ہوا کہ مجلس سے تحقیق شدہ کتابیں مصر سے شائع ہونے لگیں، اس طرح متعدد کتابیں مصر سے شائع ہوئیں، مولانا افغانی نے مصر میں قائم مجلس کے ذیلی ادارہ کا ذکر النکت میں بھی کیا ہے۔

مجلس کے زہر اہتمام تحقیق وتحشیہ سے متصف ہوکر درج ذیل کتابیں مصر سے شائع ہوئیں:

۱۔ کتاب الآثار امام ابویوسف

۲۔ کتاب اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلی از امام ابویوسف

۳۔ کتاب الرد علی سیر الاوزاعی از امام ابویوسف

۴۔ جامع کبیر امام محمد

۵۔ مختصر الامام الطحاوی

۶۔ مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ ابی یوسف ومحمد بن الحسن الشیبانی

۷۔ اصول الامام شمس الائمہ السرخسی (۲۵)

شام میں مجلس کا دفتر

مصر کی طرح حلب شام میں بھی مجلس کا ذیلی دفتر قائم ہوا، یہاں کے نامور عالم ومحقق شیخ ابوالفتاح ابوغدہ اس ادارہ کے وکیل منتخب ہوئے، شیخ ابوالفتاح ابوغدہ کے نام مولانا افغانی کے خط میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ (۲۶)

مجلس کے امتیازات

۱۔ مجلس کا سب سے بڑا کارنامہ جس نے مجلس کو تاریخ کے صفحات میں شہرت عام اور بقائے دوام بخشا وہ فقہ حنفی کے بنیادی مصادر کی طباعت واشاعت ہے، مجلس کی کوششوں سے ہی فقہ حنفی کے اولین مصادر کی متعدد کتابیں پہلی مرتبہ اہل علم تک پہونچ سکیں، یہ ایسا کام ہے جس میں کوئی ادارہ اس کا ہمسر اور ثانی نہیں ہے، اس وقت کے اہل علم نے مجلس کی اس عظیم خدمت کی نہ صرف تحسین کی بلکہ اس اولیات کا کھلے دل سے اعتراف بھی کیا۔

مجلس کی دس سالہ رپورٹ میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ مجلس نے کتب ظاہر روایت کے علمی سرمایہ کو دوبارہ

زندہ کرنے کا کام کیا ہے، ڈاکٹر سعید بن مخاشن مجلس کی رپورٹ کے اس حصہ کو اپنے الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے:

> ان ہذا المجلس مع المجلس العلمی و المجلس الاداری لم یزل یواصل مسیرتہ بھدوء منذ عشر سنوان و ان الاعمال التی قدمھا المجلس خلال ھذہ الفترۃ ستتجلی اھمیتہا فی الایام الآتیۃ وھذا جدیر بالذکر ان الفضل یرجع الی المجلس فی احیاء کتب ظاھر الروایۃ و لم یتحقق ذلک الا بفضل اللہ عزو جل و توفیقہ الحمدللہ و المنۃ۔ (۲۷)

۲۔ مجلس کا دوسرا بڑا کارنامہ ان کتابوں کی طباعت ہے جو اہل علم کی نظر سے اوجھل ہو چکی تھیں، بلکہ صحیح معنوں میں ناپید سی ہوگئی تھیں، مجلس کی کوششوں سے وہ کتابیں پہلی مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہوئیں، اور تحقیق کے بعد اہل علم کی آنکھوں کا سرمہ بنیں، ایسی کتابوں میں امام ابویوسف کی کتاب الآثار، امام ابویوسف کی کتاب الردعلی سیر الاوزاعی، کتاب اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلی، امام محمد کی جامع کبیر، امام محمد کی شرح زیادۃ الزیادات، امام سرخسی کی کتاب النکت، امام محمد کی شرح زیادۃ الزیادات، مختصر الطحاوی اور کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ شامل ہیں۔

۳۔ تیسرا امتیازی پہلو تحقیق کا انداز ہے، مجلس کی تمام مطبوعات خواہ وہ پہلی مرتبہ شائع ہوئیں یا پہلے شائع ہوچکی تھیں، دوبارہ مجلس نے اشاعت کا نظام بنایا، تمام مطبوعات تحقیق وتحشیہ کے بعد ہی شائع ہوئی ہیں، اکثر کتابوں کی تحقیق کا عمل مجلس کے موسس مولانا ابوالوفا افغانی نے خود ہی انجام دیا ہے۔

مولانا افغانی کی تحقیق کا منہج کیا تھا، اس بارے میں مولانا نے اکثر کتابوں کے مقدمہ میں لکھا ہے، کتاب اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلی میں بیان فرماتے ہیں:

> فھذا الکتاب جلیل القدر عظیم الشان نادر الوجود احتج فیہ باحادیث وآثار مرفوعۃ و موقوفۃ مسندۃ و منقطعۃ من بلاغاتہ ،فاحبت لجنۃ احیاء المعارف النعمانیۃ ان تنشر فلم نجد لہ الا نسخۃ واحدۃ فی الھند فارتاحت اللجنۃ ان اسعی فی تصحیحہ و شرح بعض غریب لغتہ وایضاح بعض مسائلہ، وتخریج احادیثہ و تراجم رجالہ فقمت بھذہ المھمۃ علی قدر استطاعتی مع قصر باعی وقلۃ بضاعتی مستعینا باللہ تعالی فصححتہ بقدر وسعی و خرجت احادیثہ وعزوتھا الی مخرجیھا ماوجدت الی ذلک سبیلا و لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا و ترجمت رجال احادیثہ ناقلا من الکتب المشھورۃ فی فن الرجال کتھذیب التھذیب و الخلاصۃ و تعجیل المنفعۃ ولسان المیزان وغیرھا ولم اترجم للصحابۃ الا نادرا لانھم کلھم عدول مشاھیر ومن ترجمت لہ من الصحابۃ انما ترجمت لہ فی ضمن تراجم ابنائھا للمناسبۃ او لعدم شھرتھم وشرحت غریبہ بمدد الکتب الشھیرۃ فی اللغۃ کالمغرب فی مصطلح الفقہ ومجمع بحار الانوار لغریب الحدیث وغیرھما۔ (۲۸)

۴۔ مولانا افغانی نے مخطوطات کی تحقیق میں نسخوں سے موازنہ پر بڑی توجہ دی ہے، مولانا کا منہج یہ تھا کہ جس

کتاب پر کام شروع کرتے اس کے نسخوں کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ تلاش کرتے، مختلف نسخوں کو جمع کرتے، ایک سے زائد نسخے موجود ہونے کی صورت میں جو نسخہ صحت کے لحاظ سے زیادہ قابل اعتماد ہوتا اس کو اصل کتاب قرار دے کر موازنہ کرتے، مخطوطات کو حاصل کرنے میں تلاش و جستجو اور چھان بین کی جو روایت انہوں نے قائم کی ہے وہ عدیم المثال ہے، یہ تحقیق کا ایسا بلند معیار ہے جس کی تقلید آسان نہیں ہے۔

امام محمد بن حسن کی کتاب الاصل کو مولانا افغانی نے ایڈٹ کیا، اس مخطوطہ کی تحقیق کے وقت مولانا کے پاس درج ذیل نسخے تھے:

۱۔ ہندوستانی نسخہ، اس کے لئے ’’ہ‘‘ کا رمز اختیار کیا گیا، مولانا افغانی کے بقول اس نسخہ میں تصحیف بھی ہے اور اسقاط بھی۔

۲۔ احیاء المعارف النعمانیۃ کا نسخہ، اس کے لئے ’’ز‘‘ کا رمز استعمال ہوا ہے، یہ جامع ازہر کے نسخہ کا نقل ہے۔

۳۔ مکتبہ آصفیۃ کا نسخہ، اس کے لئے ’’ص‘‘ کا رمز استعمال کیا گیا ہے۔

۴۔ مکتبۃ المدرسہ الاحمدیہ، حلب کا نسخہ۔

۵۔ نسخہ مکتبہ عاطف

مولانا نے ازہر والے نسخہ سے کتاب الصلوۃ کا حصہ علامہ محمد راغب الطباع کو بھیجا تا کہ وہ نسخہ احمدیہ سے اس کا موازنہ کر کے بھیجیں۔

مولانا کی رائے کے مطابق ان نسخوں میں مکتب عاطف کا نسخہ زیادہ بہتر تھا چنانچہ اسی نسخہ کو بنیاد بنایا۔

کتاب کی تصحیح کے لئے آستانہ میں مکتبہ مراد ملا کے نسخہ کی نقل، اسی طرح دار الکتب مصر کے نسخوں کی نقل حاصل کی گئی۔ (۲۹)

جامع کبیر کے نسخوں کے بارے میں مولانا افغانی فرماتے ہیں:

> جامع کبیر کے نسخوں کی تلاش شروع کی، تو ہندوستان کی لائبریریوں میں اس کا کوئی نسخہ نہیں ملا، البتہ استانبول کے مکتبہ شیخ الاسلام ولی الدین آفندی اور دار الکتب المصریہ کی فہرست کتب میں یہ نسخہ ملا، دار الکتب المصریہ کا نسخہ ناقص تھا۔ (۳۰)

جب مجلس احیاء المعارف النعمانیہ کی علمی کمیٹی نے اس کتاب کو اشاعت کے لئے منظور کیا تو مولانا افغانی نے بھوپال اور ٹونک کا سفر کیا، وہاں عبد الرحیم صاحب زادہ کی لائبریری میں ایک نسخہ ملا، پھر وہاں سے دہلی تشریف لے گئے، پھر پیشاور تا کہ مشائخ قادریہ کے مکتبات کو دیکھ سکیں، اس پورے سفر میں صرف ٹونک کا نسخہ میسر آیا، نقل حاصل کرنے کے لئے دوبارہ ٹونک کا سفر کیا، وہاں کے کاتب نے مخطوطہ کی تحریر کو دیکھ کر نقل کرنے سے انکار کر دیا، چنانچہ

مولانا افغانی نے اپنے ہاتھوں سے نقل کرنا شروع کیا، اور تقریبا ستائیس دنوں کی مسلسل محنت اور جہد وجہد کے بعد مکمل نسخہ کو نقل کرلیا، نسخہ حاصل کرنے کی جو خوشی مولانا کو ہوئی اس کا اندازہ مولانا کی اس تحریر سے لگایا جاسکتا ہے، مولانا اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> فانی کنت اعمل طول النہار و اطراف اللیل ورجعت مسرورا ببغیتی ظافرا بخزانة مکنونة من خزائن اسلافنا ودرة فریدة من دررهم الغالیة شاکرا لربی اعانته وتوفقه قائلا: فزت ورب الکعبة بنعمة جلیلة ووجدت ورب محمد ضالة المومن وبغیة المسلم فلله الحمد والمنة۔ (۳۱)

مشہور جرمنی مستشرق ڈاکٹر ریٹر سے اس مخطوطہ کے سلسلہ میں مراسلت بھی کی، اور ان کے واسطہ سے شیخ الاسلام ولی الدین آفندی کے مکتبہ کا نسخہ حاصل ہوا۔

اس کے علاوہ مصر کے عالم شیخ محمد اسعد برادہ بیگ سے مراسلت کی اور ان کے واسطہ سے دار الکتب المصریة کا نسخہ حاصل کیا، اسی طرح نامور عالم شیخ محمد راغب طباخ جو اللجنة العلمیة حلب کے رکن تھے، ان سے شرح العتابیہ حاصل کیا۔ (۳۲)

ان تفصیلات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کس قدر دقت ریزی کے ساتھ نسخوں کے مقابلہ کا عمل ہوتا تھا۔

مجلس کے بارے میں مشاہیر کے تاثرات

مولانا زاہد الکوثری نے ایک خط میں لکھا:

> میں آپ حضرات کی خدمت میں نہایت ہی شکریہ کے ساتھ اپنے احترامات اور اشتیاق کو پیش کر رہا ہوں کہ آپ حضرات نے ہمارے ائمہ فقہاء اور سادات حنیفہ کی قدیم کتب کی طباعت کے اہتمام کے لئے ایک بہت بڑی مجلس علمیہ بنائی، خدا کرے کہ آپ اپنے اس عمل واجب کو جو اس زمانہ میں چھوڑ دیا گیا ہے، اس کو قائم کردیں۔ (۳۳)

فقہ شافعی کے ممتاز عالم، عظیم محقق اور مصر کے قاضی ابو الاشبال احمد محمد شاکر مجلس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ایک خط میں لکھتے ہیں:

> میں نے کتب متقدمین احناف رضی اللہ عنہم کے طباعت کے لئے قیام مجلس احیاء المعارف النعمانیة کی اطلاع پائی تو میرے نفس میں رشک پیدا ہوا، یہ اتنا بڑا کام ہے کہ جس سے ہر مسلمان صادق الایمان خوش ہوگا، اس لئے کہ اس کے قیام میں آثار سلف صالح کا احیاء اور اس کے علوم کی نشر و اشاعت ہے ...... میں نے اس مبارک مجلس کا قیام کا تذکرہ اپنے استاذ حضرت مجمع الفضائل مفتی دیار مصر محمد بخیت صاحب سے کیا، انہوں نے اس فائدہ بخش کام پر بے حد مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں بھی حتی الوسع

> آپ کی موقر مجلس کی خدمت کے لئے حاضر ہوں، اور جو کام بھی مجھ سے ہوسکے میں اس کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔ (۳۴)

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے مجلس کی علمی کاوشوں کو سراہتے ہوئے لکھا کہ

> ہمارے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمارے یہاں کے متعدد علماء اپنی علمی و تحقیقی کوششوں کی وجہ سے تحقیق کے کمال تک پہونچ گئے یہاں تک کہ وہ یورپ کے محققین کے برابر نظر آنے لگے، انہی چنندہ اہل علم میں مولانا ابوالوفا افغانی بھی شامل ہیں۔ (۳۵)

مولانا یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں:

> موصوف کی زندگی کا سب سے بڑا قابل صد فخر کارنامہ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ جیسے ادارے کی تاسیس ہے، اس ادارے کا اساسی مقصد یہ تھا کہ حضرات ائمہ کرام، امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد بن حسن الشیبانی رحمہم اللہ کی اصلی کتابوں کو مہیا کر کے تعلیقات و مقدمات کے ساتھ عمدہ سے عمدہ صورت میں شائع کیا جائے، اس کے بعد طبقہ ثانیہ و ثالثہ کے ائمہ فقہائے احناف کی تالیفات کی خدمت کی جائے۔ (۳۶)

مجلس کی جانب سے الجامع الکبیر کی تحقیق و اشاعت پر ماہنامہ معارف نے ان الفاظ میں ستائش کی:

> مجلس احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن جو فقہ حنفی کی امہات کتب کو چھاپنے کا کام بڑی محنت سے انجام دے رہی ہے، ابھی حال ہی میں اس نے امام محمدؒ کی مشہور کتاب 'جامع کبیر' چھاپ کر شائع کی ہے، کتاب کے مسودہ کے مصحح مولانا ابوالوفا صاحب قندھاریؒ نے جس طرح ٹونک (راجستھان) جا کر ستائیس دنوں میں اس کتاب کو اپنے ہاتھوں سے نقل کیا اور مصر و قسطنطنیہ سے اس کے عکسی نسخے منگوا کر مقابلہ و تصحیح اور تحشیہ کی خدمت انجام دی وہ علماء سلف کی محنتوں کو یاد دلاتی ہے۔ (۳۷)

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کتاب الآثار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> یہ مجلس قابل مبارکباد و صدر مجلس مولانا ابوالوفا صاحب کی کوشش کہ موصوف نے کمال مشقت و قابلیت سے جدید طرز پر مرتب و محشی کر کے اسے شائع فرمایا، مرتب کی محنت اور دیدہ ریزی کا ندازہ فہرست کتاب کی ترتیب سے ہوسکتا ہے، لیکن ان کی تلاش و تفحص اور ذوق علم کو دیکھنا ہے تو اس کا پتہ ان کے حواشی اور تعلیقات پر نظر کرنے سے چلے گا، جو شروع سے آخر تک بڑی کثرت کے ساتھ ہیں۔ (۳۸)

مجلس کے مؤسس مولانا ابوالوفا افغانی

مجلس احیاء المعارف النعمانیہ دراصل مولانا ابوالوفا افغانی کا تخیل تھا، اس تخیل کو عملی پیکر عطا کرنے میں ان کے

ساتھ متعدد اہل علم قافلہ بحث و تحقیق میں شامل رہے، مگر اصل کام مولانا افغانی نے ہی انجام دیا، مجلس کی تمام خدمات مولانا کے علمی و تحقیقی شان کے گواہ اور مولانا کی جد و جہد کی رہین منت ہیں۔

ڈاکٹر محمد فضل اللہ شریف لکھتے ہیں:

> حضرت علامہ کی ذات جو اس ادارہ کی نہ صرف موسس و محرک رہی بلکہ آپ ہی اس ادارہ کے سب کچھ تھے، آپ کی کاوشیں اس ادارہ کے لئے ناقابل فراموش تھیں، تصحیح و مقابلہ کی مشقت سے قطع نظر حواشی و تعلیقات جس کثرت سے آپ نے شامل کیا ہے وہ یقینا جان فشانی کا کام ہے، حضرت علامہ نے مختلف قلمی نسخہ جات کی تلاش میں جو مشقت اٹھائی وہ آپ ہی کا حصہ تھا، نسخوں کی تلاش میں دور دراز مقامات کا تکلیف دہ سفر کیا، کہیں نسخہ ملا، کاتب کسی وجہ سے نہ مل پائے تو خود ہی اس کی نقل فرمائی، اور اگر اس راہ میں کوئی پیچیدگی آئی تو بعض بااثر حضرات سے سفارش کرا کرا سے دور کرنے کی کوشش کی۔(۳۹)

مولانا ابوالوفا افغانی ۱۰ / ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ میں افغانستان کے شہر قندھار میں پیدا ہوئے، آپ کا اصلی نام سید محمود شاہ قادری ہے، اور والد کا نام مولانا سید مبارک شاہ قادری ہے، ابوالوفا کنیت ہے، اسی نام سے آپ کو شہرت حاصل ہوئی، آپ کا تعلق قندھار کے دینی و علمی گھرانہ سے تھا، والد اور دادا دونوں علم دوست تھے، اور سلسلۂ قادریہ سے متعلق تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی جو عالم دین تھے، اور انہی کے زیر سایہ پروان چڑھے۔

چودہ سال کی عمر میں والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا، اسی عمر میں انہوں نے تحصیل علم کی خاطر ہندوستان کا رخ کیا، اور سب سے پہلے گجرات پہونچے، (مولانا ابوبکر محمد ہاشمیؒ نے پہلے رامپور جانے کا جانے کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے کتاب الآثار، ج ۲، ص: ۳۲۶) اور وہاں کے علماء سے اکتساب فیض کیا، اس کے بعد رامپور پہونچے، اور مدرسہ عالیہ میں داخلہ لیا، یہاں معقولات و منقولات کی بعض کتابیں پڑھیں، اس کے بعد ۱۳۳۰ھ میں حیدرآباد پہونچے، جہاں آپ کی قسمت کا ستارہ چمکنے والا تھا، آپ نے حیدرآباد کے مشہور تعلیمی ادارہ جامعہ نظامیہ میں داخلہ لیا، اس وقت اس ادارہ کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر تھا، جامعہ کے بانی مولانا انوار اللہ فاروقیؒ علم و معرفت کا مرکز تھے، مولانا افغانی نے مولانا انوار اللہ فاروقی صاحبؒ سے خصوصی استفادہ کیا۔(۴۰)

جامعہ نظامیہ میں آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، قرأت میں مہارت حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں مولانا انوار اللہ فاروقیؒ کے علاوہ مولانا عبدالصمد قندھاری افغانی، مولانا عبدالکریم افغانی، مولانا محمد یعقوب، مولانا حافظ محمد ایوب، مولانا مفتی محمد رکن الدین وغیرہ شامل ہیں، ان کے علاوہ دیگر اساتذہ سے بھی فیضیاب ہوئے، بطور خاص مفتی رکن الدینؒ سے فقہ میں مہارت حاصل کی، جبکہ علامہ سید ابراہیم رضوی سے ادب میں کمال

پیدا کیا، شیخ محمد الیمانی کے پاس حفظ کی تکمیل کی اور قرأت میں کمال پیدا کیا۔ (۴۱)

جامعہ نظامیہ میں تعلیم کی تکمیل کے بعد وہیں استاذ مقرر ہوئے، اور طویل عرصہ تک تدریس سے وابستہ رہے، آپ نے خاص طور پر حدیث وفقہ اور عربی زبان وادب کا درس دیا، تدریس میں ترقی کرتے ہوئے آپ نائب شیخ الفقہ کے منصب تک پہونچے، اس مدت میں بڑی تعداد میں تشنگان علوم آپ سے سیراب ہوئے، جن میں بہت سے افراد مختلف علوم وفنون میں ماہر ہوئے، اور جنہوں نے دین اور علم دین کی بہترین خدمات انجام دیں۔

مولانا افغانی کو مختلف علوم میں مہارت حاصل تھی، جس کا اثر آپ کی تدریس میں بھی نمایاں نظر آتا ہے، آپ کی تدریس کا منہج کئی لحاظ سے ممتاز تھا، پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان محی الدین آپ کی فقہ کی تدریس کے طریقہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

> **كان منهج دروسه ومحاضراته منهجا علميا واسلوبا تحليليا مثل منهج الفقهاء الاعلام يبحث ابان الدرس عن المسائل الفقهية المختلفة بين الائمة ويبين الاحكام المستخرجة من الآيات والآحاديث ويذكر ادلة المذاهب وحججها واسباب اختلاف الفقهاء فلا يقتصر بذلك بل يحاكم محاكمة مبنية على النصوص واصول المذهب وكذلك يبذل جهده فى الدرس بتحقيق المتن والاسناد ودفع التعارض والترجيح باحد الجانبين وتعضيد المذهب الحنفى بآثار صحيحة وادلة قوية۔ (۴۲)**

آپ اپنے گھر پر ہر سنیچر کو درس دیا کرتے تھے، کہا جاتا ہے کہ اس ہفتہ وار مجلس میں محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب ’زجاجۃ المصابیح‘ کا درس بھی دیا کرتے تھے، اس مجلس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں شہر کے ممتاز اہل علم مثلا عثمانیہ یونیورسیٹی اور جامعہ نظامیہ کے اساتذہ شریک ہوتے تھے، اہم شرکاء میں ڈاکٹر عبدالستار خان، ڈاکٹر غلام محمد، پروفیسر عبدالغفار خان (اساتذہ عثمانیہ یونیورسیٹی)، جامعہ نظامیہ کے شیخ التفسیر مولانا حافظ ابراہیم خلیل، مولانا ابوبکر محمد ہاشمی، مولانا فاروق ہاشمی جیسے ممتاز اصحاب فضل وکمال کے اسماء شامل ہیں۔ (۴۳)

مولانا افغانیؒ کو اللہ تعالی نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا، بلاشبہ آپ ایک متبحر عالم تھے، مختلف علوم میں آپ کو کمال حاصل تھا، خصوصا حدیث وفقہ میں رسوخ حاصل تھا، فقہی متون پر آپ نے جو عظیم الشان علمی وتحقیقی خدمت انجام دی ہے وہ آپ کے تحقیقی ذوق کا آئینہ دار ہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے آپ کے تعارف میں جن القاب کا استعمال کیا ہے ان سے آپ کے علمی قد وقامت کا اندازہ ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> **وهو العلامة المحقق الفقيه الاصولى المحدث الناقد المقرى السيد محمود شاه القادرى**

الحنفی ابن السیدمبارک شاہ القادری الحنفی المشہور بابی الوفاالافغانی ذوالمآثر الباقیة والمناقب العالیة۔ (۴۴)

مولانا ابوبکر ہاشمی صاحب لکھتے ہیں:

کان رحمه الله مسندالجمیع العلوم من القراءات والتفسیر والحدیث والفقه وذاصیت فی الفقه الاسلامی واحیاء کتب الائمة الکبار الحنفیة جمع من مکتبات العالم ونشر من لجنة احیاء المعارف النعمانیة ماهو معروف عند العلماء المحققین۔ (۴۵)

پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان محی الدین آپ کے علمی منزلت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

کان رحمه الله عالمابارعامتضلعافی العلوم العقلیة والنقلیة وعلی الاخص فی الحدیث النبوی والفقه الاسلامی کان له باع طویل فی القراء ات ونظم القرآن ورسمه والتاریخ ایضا کان مستحضرافی الاصول وفروع المذاهب وقدانتهت الیه رئاسة المذهب الحنفی فی الدکن وکان له مشارکة تامة فی العلوم العربیة من النحو والصرف وعلوم البلاغة والمنطق والفلسفة القدیمة وکذلک کان عنده ذخیرة وافرة من التاریخ الاسلامی والتاریخ العالمی ایضاویذکر احیانا الوقائع والحوادث التاریخیة بادق تفاصیلها بالشواهد وکان له آراء خاصة حول التاریخ والجغرافیاالعالمی وکان واسع الاطلاع علی وقائع الاسر والجالیات والرجال واحوالهم وانسابهم فهو منقطع النظیر فی زمانه لغزارة علمه وفضله واستقامة عمله۔ (۴۶)

مولانا ڈاکٹر مسعود احمد اعظمی لکھتے ہیں:

مولانا افغانی کی شخصیت بہت سے ظاہری وباطنی اور علمی واخلاقی اوصاف وکمالات کا مجموعہ تھی، علم وفضل میں ان کا پایہ نہایت بلند تھا، ادب وتاریخ اور فقہ وحدیث میں سند کا درجہ حاصل تھا، بالخصوص فقہ حنفی کے ساتھ ان کا شغف مثالی تھا علم کے لئے انہوں نے دنیا کو تج دیا تھا، عیش وآرام اور راحت وآسائش ان کے لئے متروکات سخن کے درجہ میں تھیں، شادی نہیں کی، اور پوری عمر تجرد کی حالت میں گزاردی۔ (۴۷)

مولانا یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں:

افغانستان وقندھار کا یہ مایہ ناز عالم جس نے حیدرآباد دکن کو اپنا گہوارہ علم بنالیا تھا، ان کے کمالات وصفات کے بیان کے لئے دفتر چاہئے، وہ فقہ حنفی کے امام تھے، قدمائے حنفیہ کی کتابوں کے حافظ تھے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے عاشق تھے، جس دیدہ ریزی سے ان ائمہ کی کتابوں کو دنیا کے گوشہ گوشہ سے جمع کر کے ان کی حفاظت کرتے تھے، اور پھران

> کی اشاعت کے انتظامات کرتے تھے، آج کی دنیا اس کا اندازہ لگانے سے بھی قاصر ہے، زہد وتقوی کا یہ پیکر مجسم جس مقام پر پہونچا تھا یہ عیش پرست دنیا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی، ورع وخشیت کا جو درجہ ان کا نصیب تھا عصر حاضر کا گمان بھی وہاں نہیں پہونچ سکتا۔ (۴۸)

مولانا افغانی جہاں علم وتحقیق کے لحاظ سے بلند مقام پر فائز تھے، وہیں اخلاق، ورع وتقوی کے اعتبار سے یکتائے روزگار تھے، مولانا یوسف بنوریؒ ان کے اوصاف وکمالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> مرحوم صحیح معنی میں عالم باعمل تھے، قرآن کے حافظ تھے، عشرہ قرأت کے عالم تھے، تجوید وقرأت میں دو کتابوں کے مصنف تھے، رات کو جب اٹھتے تھے تو جب تک وضو کرتے تھے اور نماز کی تیاری کرتے تھے درد ناک فارسی اشعار پڑھتے تھے اور خوب رویا کرتے تھے، پھر تہجد میں طویل طویل قیام کرتے تھے، اور درد ناک لہجے میں اس والہانہ انداز میں قرآن کریم کی قرأت کرتے کہ سننے والوں کو تڑپا دیا کرتے تھے، اور بسا اوقات آہ وبکا کی کیفیت طاری ہوتی تھی، صبح کی نماز کو پڑھایا کرتے، طوال مفصل کی بڑی سورتیں پڑھتے تھے، اور کبھی کبھی نماز میں حفص رحمہ اللہ کے علاوہ بقیہ قرأت سبعہ میں سے کوئی قرأت پڑھا کرتے تھے۔
>
> مدرسہ نظامیہ حیدر آباد دکن میں عرصہ دراز تک مدرس اور استاذ رہے تھے، بعد میں معمولی سی پنشن ہوگئی تھی، بس اس حقیری سی پنشن سے قوت لایموت کی زندگی بسر کرتے تھے، کبھی کسی رئیس جاگیر دار کا نہ کھاتے تھے، نہ کسی حیدر آبادی رئیس وجاگیر دار کی دعوت قبول کرتے تھے، وہ جاگیر دار جو صالحین میں شمار ہوتے تھے ان کے یہاں بھی چائے کا ایک گھونٹ تک نہیں پیا، باوجود اس کے یہ تمام روساء وجاگیرداران سے ایسی عقیدت رکھتے اور ان کا ایسا احترام کرتے تھے کہ عقل حیران ہے، کمال یہ ہے کہ کبھی ان روساء کے یہاں جایا کرتے تھے لیکن نہ چائے پیتے نہ پانی۔ (۴۹)

۱۳/ رجب ۱۳۹۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور مقبرہ نقشبندیہ مصری گنج حیدر آباد میں مدفون ہوئے۔

مراجع:

۱۔ دعوۃ الاخوان لاحیاء معارف النعمان، مرتب: مولانا الحاج مولوی مفتی عبد الرحیم صاحب رکن مجلس، مطبع اعظم اسٹیم پریس، حیدر آباد

۲۔ حضرت علامہ ابو الوفا افغانیؒ، اہل نظر کی نظر میں، مرتب: محمد فصیح الدین نظامی، طبع: آر ایس پروسیس، لکڑی کا پل، حیدر آباد، ۲۰۰۰ء

۳۔ دکن میں اسلامی علوم کی خدمات، مرتبین: مولانا ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، ذیشان سارہ، انسٹی ٹیوٹ آف آبجکٹیو

اسٹڈیز، نئی دہلی، طبع: ۲۰۲۳ء

۴۔ مآثر ومعارف، ص: ۳۷۰، مولانا قاضی اطہر مبارکپوری، ندوۃ المصنفین، اردو بازار جامع مسجد دہلی، مارچ ۱۹۷ء

حوالے:

۱۔ الجامعۃ النظامیۃ ومساھمتہا فی الادب العربی، ص: ۲۸۳ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، ص: ۱۸

۲۔ مقدمہ النکت، شمس الائمۃ السرخسی، تحقیق: ابو الوفا الافغانی

۳۔ مقدمہ کتاب الآثار لابی یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری، تحقیق: ابو الوفا الافغانی

۴۔ مجلۃ المجمع العلمی العربی، جلد ۱۲، ۱۹۳۲ء، ص: ۴۴۲، بحوالہ مجلس احیاء المعارف النعمانیۃ، ص: ۱۱۸

۵۔ دعوۃ الاخوان لاحیاء المعارف النعمان، مرتب: مفتی عبدالرحیم، ص: ۲۱

۶۔ مولانا محمد فصیح الدین، مولانا افغانی اہل نظر کی نظر میں، ص: ۳۰، طبع: آر ایس پروسیس، لکڑی کا پل، حیدرآباد، ۲۰۰۰ء

۷۔ مجلس احیاء المعارف النعمانیۃ، ص: ۵۲

۸۔ دستور مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، ۱۳۵۲ھ، ص: ۱۴، بحوالہ مجلس المعارف النعمانیۃ، ص: ۵۳

۹۔ دیکھئے دعوۃ الاخوان لاحیاء معارف النعمان، ص: ۲۱

۱۰۔ چھ سالہ کارکردگی رپورٹ، ص: ۸، بحوالہ مجلس المعارف النعمانیۃ، ص: ۵۶

۱۱۔ چھ سالہ کارکردگی رپورٹ، ص: ۵، بحوالہ مجلس المعارف النعمانیۃ، ص: ۵۷

۱۲۔ دستور مجلس احیاء المعارف النعمانیۃ، ص: الف، دس سالہ کارکردگی رپورٹ، ص: ۵، بحوالہ مجلس المعارف النعمانیۃ، ص: ۵۸

۱۳۔ بنوری، مولانا سید محمد یوسف، یادرفتگاں، ص: ۱۶۲، مطبع: مکتبہ بینات، کراچی

۱۴۔ یادرفتگاں، ص: ۱۶۳

۱۵۔ مجلۃ المجمع العلمی العربی، جلد ۱۲، ۱۹۳۲ء، ص: ۴۴۲، بحوالہ مجلس احیاء المعارف النعمانیۃ، ص: ۱۱۷

۱۶۔ دعوۃ الاخوان لاحیاء معارف النعمان، ص: ۲۱

۱۷۔ مجلس احیاء المعارف النعمانیۃ، ص: ۱۳۷

۱۸۔ مبارکپوری، مولانا قاضی اطہر مآثر ومعارف، ص: ۳۷۰، ندوۃ المصنفین، اردو بازار جامع مسجد دہلی، مارچ ۱۹۷ء

۱۹۔ مجلس کے دستور مطبوعہ ۱۹۶۳ء، ص: ۵، بحوالہ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، ص: ۱۱۳

۲۱۔ یادرفتگاں، ص: ۱۶۲

۲۲۔ دس سالہ کارکردگی رپورٹ، ص: ۶، بحوالہ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، ص: ۵۹

۲۳۔ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ ص: ۱۱۴

۲۴۔ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، ص: ۸۱ تا ۸۶، یادرفتگان، ص: ۱۶۲

۲۵۔ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، ص: ۹۰، ص: ۱۱۱

۲۶۔ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، ص: ۹۰، ص: ۱۱۱

۲۷۔ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، ص: ۱۷۸

۲۸۔ اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلی، ص: ۵۔ ۶

۲۹۔ کتاب الاصل، محمد بن حسن الشیبانی، ج ۱، ص: ۹۔ ۱۳

۳۰۔ مقدمہ الجامع الکبیر، ص: ۵۰

۳۱۔ مقدمہ الجامع الکبیر، ص: ۵

۳۲۔ الجامع الکبیر، ابوعبداللہ محمد الحسن الشیبانی، ص: ۵۔ ۷

۳۳۔ مولانا افغانی اہل نظر کی نظر میں، ص: ۶۷

۳۴۔ مولانا افغانی اہل نظر کی نظر میں، ص: ۱۷

۳۵۔ چھ سالہ کارکردگی رپورٹ، ص: ۹، بحوالہ مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، ص: ۲۵۷

۳۶۔ یادرفتگان، ص: ۱۶۲

۳۷۔ ماہنامہ معارف، جمادی الثانی، ۱۳۵۷ھ

۳۸۔ ہفتہ روزہ صدق، لکھنؤ، یکم جنوری ۱۹۳۸ء

۳۹۔ دکن میں اسلامی علوم کی خدمات، مضمون: ڈاکٹر محمد فضل اللہ شریف

۴۰۔ ملخص از علماء العربیۃ ومساہمتہم فی الادب العرب فی العہد الآصفجاہی، ص: ۲۷۰

۴۱۔ ملخص از علماء العربیۃ ومساہمتہم فی الادب العرب فی العہد الآصفجاہی، ص: ۲۷۰، کتاب الآثار للامام محمد، ج ۲، ص: ۳۲۶، مضمون شیخ ابوبکر محمد الہاشمی

۴۲۔ علماء العربیۃ ومساہمتہم فی الادب العرب فی العہد الآصفجاہی، ص: ۲۷۲

۴۳۔ ملخص از علماء العربیۃ ومساہمتہم فی الادب العرب فی العہد الآصفجاہی ص: ۲۷۲

۴۴۔ عبدالفتاح ابوغدہ، العلماء العزاب الذی آثروا العلم علی الزواج، ص: ۱۲۳، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، بیروت، لبنان

۴۵۔ کتاب الآثار للامام محمد، ج ۲، ص: ۳۲۷

۴۶۔ علماء العربیۃ ومساہمتہم فی الادب العرب فی العہد الآصفجاہی، ص: ۲۷۱

۴۷۔ اعظمی، ڈاکٹر مسعود احمد، حیات ابوالمآثر، ج ۱، ص: ۵۴۷، مطبع: مرکز تحقیقات وخدمات علمیہ، مئو، ۲۰۰۰ء

۴۸۔ یادرفتگاں، ص: ۱۶۰

۴۹۔ یادرفتگاں، ص: ۱۶۱۔۱۶۲